قربانی......اسلامی اعمال کی رُوح

حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیب قاسمی رحمہ اللہ

کائنات میں جس طرح مجموعۂ بدن کے لیے مجموعہ روح ہے۔ اسی طرح ہر جز کی علیحدہ علیحدہ روح بھی ہے۔ جیسے آنکھ میں قوتِ بینائی اس کی روح ہے، وغیرہ۔ اسی طرح سارے اعمالِ شرعیہ کی ایک روح ہے، پھر ہر عمل کی علیحدہ علیحدہ روح ہے، اوراس روح کا نام تقویٰ ہے...... چنانچہ قربانی کے متعلق ارشاد ہے:

لَنْ یَّنَالَ اللّٰہَ لُحُوْمُھَا وَلَا دِمَاؤُھَا وَلٰکِنْ یَّنَالُہُ التَّقْوٰی مِنْکُم. (الحج:۳۷)

''خدا تعالیٰ کو قربانی کا گوشت اور خون نہیں پہنچتا و لیکن تمہارا تقویٰ پہنچتا ہے۔''

تو قربانی کی روح بھی تقویٰ ہے، سو اگر کوئی صاحب یہ کہے کہ جب قربانی سے تقویٰ مقصود ہے تو قربانی کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ بلکہ تقویٰ اختیار کرلو تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ پھر سارے اسلام کو چھوڑ کر بس تقویٰ ہی اختیار کرلو، کیونکہ روزہ کے متعلق ارشاد ہے: کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ

''تم پر روزوں کا حکم ہوا، جیسے تم سے اگلے لوگوں پر حکم ہوا تھا شاید کہ تم پرہیزگار ہو جاؤ۔''

تو روزہ کا حاصل بھی تقویٰ ہی ہے۔ نماز کے متعلق ارشاد ہے:

اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَر ''نماز بے حیائی اور برے کاموں سے روکتی ہے۔'' جس کا حاصل تقویٰ ہی ہے۔ لہٰذا نماز و روزہ بھی چھوڑ دیے، پھر ارشاد ہے کہ:

لَیْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْھَکُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰکِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰئِکَۃِ وَالْکِتٰبِ وَالنَّبِیّٖنَ وَاٰتَی الْمَالَ عَلٰی حُبِّہٖ ذَوِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلَ وَالسَّائِلِیْنَ وَفِی الرِّقَابِ وَاَقَامَ الصَّلٰوۃَ وَاٰتَی الزَّکٰوۃَ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَھْدِھِمْ اِذَا عَاھَدُوْا وَالصّٰبِرِیْنَ فِی الْبَاْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ وَحِیْنَ الْبَاْسِ اُولٰئِکَ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا وَاُولٰئِکَ ھُمُ الْمُتَّقُوْنَ. (البقرہ:۱۷۷)

مشرق اور مغرب کی طرف منہ کرنا نیکی نہیں، ہاں نیکی یہ ہے کہ جو اللہ اور قیامت کے دن اور ملائکہ اور کتابوں اور نبیوں پر ایمان لائے اور اس کی محبت پر مال دے رشتہ داروں یتیموں، مسکینوں، مسافروں، سوالیوں کو اور گردنیں چھڑانے میں اور نماز قائم کرے اور زکوٰۃ دے اور جو لوگ اپنے عہد پورے کریں اور تنگی و سختی میں صبر کرنے والے یہی

لوگ سچے ہیں اور یہی متقی ہیں۔

غرض سارے اسلام کا حاصل تقوی نکلا۔ اس لیے سب کو چھوڑ کر بس تقوی اختیار کر لیجیے لیکن بالکل غلط ہے۔ اس لیے کہ جس طرح ہر جز کی روح علیحدہ ہے۔ اسی طرح ہر عبادت کا تقوی جداگانہ ہے۔ تو جو تقوی گوشت پوست کے ذریعہ پہنچتا ہے، اور حاصل ہوتا ہے وہ کسی دوسری عبادت صدقہ وغیرہ سے کیسے حاصل ہوسکتا ہے؟ مثلاً زید کی روح کو گدھے کے قالب میں اگر منتقل کر دیا جائے تب بھی وہ زید نہ بنے گا بلکہ وہ گدھا ہی رہے گا۔ اسی طرح صدقہ صدقہ ہی رہے گا۔ قربانی کا قائم مقام اسے کیسے کیا جاسکتا ہے۔ تو دنیا میں تو بغیر صورت کے چارہ نہیں اس لیے قربانی کرنا ہی پڑے گی۔ ہاں آخرت میں پہنچ کر آپ قربانی نہ کریں کیونکہ وہاں صورت ضروری نہیں، لیکن اگر دنیا میں آپ نے اعمال کی صورت کو ترک کر دیا تو یقین رکھیے کہ آپ نے اس کی روح کو بھی فنا کر دیا، اسی لیے نبی کریم کا ارشاد ہے کہ:

الایمان سر و الاسلام علانیة...... ''ایمان پوشیدہ چیز ہے اور اسلام ظاہر ہے۔''

چونکہ قربانی کا قائم مقام صدقہ یا اور کوئی عبادت نہیں ہوسکتی اس لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

ما عمل ابن آدم من عمل یوم النحر احب الی اللہ من اهراق الدم

''بقرعید کے دن سب سے زیادہ محبوب قربانی ہی ہے۔''

تو اس روز سوائے اس عمل کے دوسرا عمل کیسے اس کے قائم مقام ہوسکتا ہے۔ ذبح کا اصل مقصد جان کو پیش کرنا ہے۔ چنانچہ اس سے انسان میں جاں سپاری اور جاں نثاری کا جذبہ پیدا ہوتا ہے اور یہی اس کی روح ہے۔ یہ روح صدقہ سے کیسے حاصل ہوگی؟ کیونکہ قربانی کی روح تو جان دینا ہے اور صدقہ کی روح مال دینا ہے۔ پھر اس عبادت کا صدقہ سے مختلف ہونا اسی طرح بھی معلوم ہوتا ہے کہ صدقہ کا کوئی دن متعین نہیں، مگر اس کے لیے ایک خاص دن مقرر کیا گیا ہے اور اس کا نام بھی یوم النحر اور عیدالاضحی یعنی قربانی کا دن رکھا گیا۔ جہاں تک قربانی کے مسئلہ کا تعلق ہے۔ تو یہ سلفاً خلفاً ایسی ہی ہوتی چلی آئی ہے۔ انبیاء کا بھی اور امت کا بھی اس پر اجماع ہے۔ انبیاء بنی اسرائیل میں سب کے یہاں قربانی تھی۔ ائمہ کرام کا بھی اس پر اجماع ہے یہ اور بات ہے کہ امام شافعی امام احمد بن حنبل اور امام ابو یوسف ان سب کے یہاں قربانی سنت ہے۔ امام ابوحنیفہ وغیرہ کے نزدیک واجب ہے۔ یہ اس کے حکم میں اختلاف اور ائمہ کے حقائق ہیں۔ مگر قربانی کی مشروعیت میں سب متفق ہیں۔ اور یہ اگر کوئی غیر شرعی عمل ہوتا تو احادیث میں اس کی صفات وغیرہ کیوں بیان کی جاتیں؟ چنانچہ صحابہ رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ ہم کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدایت فرمائی:

نستشرف العین الاذن وان لانضحی بمقابلة ولا مدابرة ولا شرقاء ولا خرقاء

”ہم قربانی کی آنکھ اور کان کی خوب دیکھ بھال کیا کریں، ہم نہ قربانی کریں، ایسے جانور کی جس کا کان آگے سے کٹا ہوا ہو اور نہ جس کا کام پیچھے سے کٹا ہوا ہو اور نہ جس کا کان چرا ہوا ہو اور نہ جس کے کانوں پر سوارخ ہو۔“

اس کے علاوہ بھی بعض اوصاف مذکور ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ قربانی کے احکام اور صدقہ سے بالکل جداگانہ ہیں۔ اس لیے اس میں صدقہ کے احکام سے پرہیز کرنا ضروری ہے۔ پھر ساری امت آج تک بلا اختلاف اس عمل کو کرتی چلی آئی ہے۔ اور تعامل امت سب سے بڑی دلیل ہے۔

ایک اشکال کا جواب: اس جگہ یہ اشکال کہ قربانی کرنے سے جانور ختم ہو جائیں گے۔ سو اول تو یہ خیال ہی غلط ہے، کیونکہ روزانہ جو لاکھوں جانور بطور ذبیحہ کے کاٹے جاتے ہیں، عید کے دن وہ نہیں ذبح ہوتے۔ اس طرح کچھ معمولی سا فرق پڑتا ہوگا۔ جو کسی طرح بھی قابلِ اعتبار نہیں۔ پھر اس روز بعض ایسے لوگوں کو بھی گوشت پہنچ جاتا ہے۔ جو سال میں ایک آدھ دفعہ ہی کھا سکتے ہیں۔ پھر ان کی ساری کھالیں بھی غربا و مساکین ہی میں تقسیم ہوتی ہیں۔ غرض بہت سے منافع اس سے حاصل ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ یہ بھی خیال کیا جاتا ہے کہ جو روپیہ قربانی میں صرف ہوتا ہے۔ اس کو مہاجرین وغیرہ کی امداد میں صرف کیا جائے تو بے شک مہاجرین کی امداد ضروری ہے، مگر ہر کام کے لیے اسلام کے گلے پر کیوں چھری چلتی ہے، کچھ اپنی خواہشات نفس پر بھی تو چھری چلائیے۔ اور غیر شرعی اخراجات کو بند کر کے مہاجرین کی امداد کیجیے۔ مثلاً سینما ہے، شراب ہے، اور دوسرے فضول اخراجات ہیں۔ حاصل یہ ہے کہ اب یہ بات بالکل واضح ہوگئی کہ جس طرح کائنات کی ہر چیز میں ایک صورت ہے اور ایک روح اسی طرح اعمالِ شرعیہ میں بھی ایک روح ہے اور جیسے وہاں ہر صورت کی ایک خاص روح ہے۔ جو دوسری صورت میں نہیں آسکتی، اسی طرح یہاں بھی ایک کی روح دوسرے میں نہیں آسکتی۔ سو اب سمجھیے کہ سارے اعمال شرعیہ کا مقصود تقویٰ ہے، مثلاً نماز سے عاجزی و انکساری کی صورت میں تقویٰ حاصل ہوتا ہے۔ روزہ سے تزکیہ نفس کی صورت میں جہاد سے شجاعت کی صورت میں، صدقہ سے انفاق مال کی صورت میں اور قربانی سے جاں نثاری کی صورت میں تقویٰ حاصل ہوتا ہے۔ اب اگر آپ نے قربانی کی بجائے صدقہ کیا تو صدقہ سے جاں نثاری کا تقویٰ کیسے حاصل ہوگا۔ کیونکہ صدقہ کا تقویٰ تو اور طرح کا ہے۔ اسی طرح اگر آپ نے قربانی کی بجائے نماز پڑھ لی تو نماز سے عاجزی اور بندگی کا تقویٰ تو ملا مگر قربانی کا تو نہ ملا۔ پس اگر کوئی شخص قربانی نہ کرے اور صدقہ دے دے تو قیامت کے روز اس کو اس صدقہ کا ثواب مل جائے گا۔ مگر قربانی کا مطالبہ باقی رہے گا۔ اور یہ سوال ہوگا کہ قربانی کیوں نہیں کی؟!۔ بالکل اسی طرح جیسے کوئی نماز تو پڑھتا رہا اور روزہ نہ رکھا تو روزہ کا مطالبہ ہوگا کہ کیوں نہ رکھا تھا۔

(انتخاب از ”مسئلہ قربانی“ وعظ)